وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا

الحمد للہ والمنہ کہ کتاب بے عدیل و بے نظیر مفید کبیر و صغیر در بیان قواعد تجوید مسمی

فوائد مکیہ

از افادات ماہر فنون قرأت عالم علمی فاضل لوذعی وحید عصر

فرید دہر استاذ اساتذہ الہند حضرت مولانا

قاری عبد الرحمٰن صاحب مکی دامت برکاتہ

حسب فرمائش حافظ محمد شفیع مدرس مدرسہ عالیہ فرقانیہ چوک۔ لکھنؤ

باہتمام شیخ محمد قادر بخش

ادبُ المرءِ خیرٌ من ذهبه
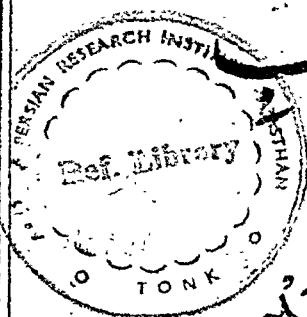
مُقَدَّمَةُ الْكِتَاب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ سَیِّدِنَا وَنَبِیِّنَا وَشَفِیْعِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ اَجْمَعِیْنَ

جاننا چاہیئے کہ قرآن مجید کو قواعد تجوید سے پڑھنا نہایت ہی ضروری ہے اگر تجوید سے قرآن مجید نہ پڑھا گیا تو پڑھنے والا خطاوار کہلائیگا پھر اگر ایسی غلطی ہوئی کہ ایک حرف دوسرے حرف سے بدل گیا یا کوئی حرف گھٹا بڑھا دیا گیا یا حرکات مین غلطی کی یا ساکن کو متحرک یا متحرک کو ساکن کر دیا تو پڑھنے والا گنہگار ہوگا اور اگر ایسی غلطی ہوئی جس سے لفظ کا حرف مع حرکت اور سکون کے ثابت رہے صرف بعض صفات جو تحسین حرف سے تعلق رکھتے ہین اور غیر ممیزہ ہین یہ اگر ادا نہ ہون تو خوف عقاب اور تہدید کا ہے پہلی قسم کی غلطیون کو لحن جلی اور دوسری قسم کی غلطیون کو لحن خفی کہتے ہین تجوید کے معنے ہر حرف کو اپنے مخرج سے مع جمیع صفات کی ادا کرنا اس کا موضوع حروف تہجی اور غایت تصحیح حروف ہے۔ اور خوش آوازی سے پڑھنا امر زائد مستحسن ہے اگر قواعد تجوید کے خلاف نہ ہو۔ ورنہ مکروہ اگر لحن خفی لازم آئے۔ اور اگر لحن جلی لازم آئے تو حرام ممنوع ہے۔ پڑھنا اور سننا دونون کا ایک حکم ہے۔

باب اول

فصل اول استعاذہ اور بسملہ کے بیان مین

قرآن مجید شروع کرنے سے پہلے استعاذہ ضروری ہے اور الفاظ اُسکے یہ ہین اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ گو اور طرح سے بھی ثابت ہے مگر بہتر یہ ہے کہ انھین الفاظ سے استعاذہ کیا جاوے اور جب سورہ شروع کیجاوے تو (بِسْمِ اللّٰہ) کا پڑھنا بھی نہایت ضروری[ا] ہے سوائے سورۂ (بَرَآءَۃ) کے اور اوساط اور اجزا مین اختیار ہے چاہے (بِسْمِ اللّٰہ) پڑھے اور چاہے نہ پڑھے۔

[ا] عن ابن خزیمۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرأ بسم اللہ الرحمن الرحیم فی اول الفاتحۃ فی الصلوۃ وعدّھا اٰیۃ ایضا فھی اٰیۃ مستقلۃ منھا فی احدی الحروف السبعۃ المتفق علی تواترھا وعلیہ ثلثۃ من القراء السبعۃ - ابن کثیر وعاصم والکسائی فیعتقدونھا اٰیۃ منھا بل من القراٰن اول کل سورۃ (من الاتحاف فی القراءات الاربعۃ عشر) وقیل اٰیۃ تامۃ من کل سورۃ وھو قول ابن عباس وابن عمر وسعید ابن جبیر والزہری وعطاء وعبداللہ ابن المبارک وعلیہ قُرّاء مکۃ والکوفۃ وفقہاؤھا وھو القول الجدید للشافعی (من منار الھدٰی فی الوقف والابتدا) والحاصل ان التارکین اخذوا بالحال الاول والمبسملین اخذوا بالاخیر المعول ولا یخفی قوۃ دلیل المبسملین لاسیما مع کتابۃ البسملۃ فی اول کل سورۃ اجماعًا من الصحابۃ (من شرح الشاطبیۃ لملا علی قاری) ثم المبسملون بعضھم یعدھا اٰیۃ من کل سورۃ سوی براءۃ وھم غیر قالون (من کنز المعانی شرح حرز الامانی) قال السخاوی تلمیذ الشاطبی واتفق القراء علیھا فی اول الفاتحۃ کابن کثیر عاصم والکسائی یعتقدونھا اٰیۃ منھا ومن کل سورۃ والصواب ان کلا من القولین حق وانھا اٰیۃ من القراٰن فی بعض القراءات وھی قراءۃ الذین یفصلون بھا بین السورتین ولیست اٰیۃ فی قراءۃ من لم یفصل بھا (نشر فی القراءات العشر للامام الجزری) ۱۲

(اَعُوْذُ) اور (بِسْمِ اللہ) پڑھنے مین چار صورتین ہین۔ فصل کل۔ وصل کل۔ فصل اول وصل ثانی۔ وصل اول فصل ثانی۔ جب ایک سورۃ کو ختم کرکے دوسری سورۃ شروع کرے تو تین صورتین جائز ہین اور چوتھی صورت جایز نہین یعنی فصل کل اور وصل کل اور فصل اول وصل ثانی جایز ہے اور وصل اول فصل ثانی جایز نہین (فائدہ) امام عاصم کے نزدیک جن کی روایت حفص تمام جہان مین پڑھی جاتی ہے اون کے یہان بسم اللہ ہر سورہ کا جز ہے تو اس لحاظ سے جس سورۃ کو قاری بلا بسم اللہ پڑھیگا تو وہ سورۃ امام عاصم کے نزدیک ناقص ہوگی ایسے ہی اگر سارا قرآن پڑھا جائے تو جتنی سورتون مین (بِسْمِ اللہِ) نہین پڑھی ہے اوتنی آیتین قرآن شریف مین ناقص ہونگی[1]۔ (فائدہ) اگر درمیان قرارت کے کوئی کلام اجنبی ہوگیا گوکہ سلام کا جواب ہی کسی کو دیا ہو تو پھر استعاذہ کو دوہرانا چاہیے (فائدہ) قرارت جہریہ مین استعاذ جہر کے ساتھ ہونا چاہیے اور اگر آہستہ سے یا دل مین استعاذہ کرلیا جائے تو بھی کوئی حرج نہین (بعض کا قول ایسا ہے)

دوسری فصل مخارج کے بیان مین

مخارج حروف کے چودہ ہین۔ پہلا مخرج اقصے حلق اس سے (أ ء ہ) نکلتے ہین دوسرا مخرج وسط حلق اس سے (ع ح) نکلتے ہین۔ تیسرا مخرج ادنے حلق اس سے (غ خ) نکلتے ہین چوتھا مخرج اقصے لسان اور اوپر کا تالو اس سے (ق) نکلتا ہے پانچوان مخرج قاف کے

[1] مگر یہ امر ظاہر ہے کہ بسم اللہ کا جز ہر سورت ہونا امر قطعی نہین۔ کیونکہ مجتہدین وفقہا کا اختلاف ہے احناف جز قرآن کے قائل ہین۔ اور شوافع جز ہر سورت کے قائل۔ ایسے ہی ابن کثیر۔ عاصم۔ کسائی۔ کی طرف نسبت اعتقاد جز ہر سورت کا ہونا امر ظنی ہے قطعی نہین۔ کیونکہ کتب تفسیر اور قرارت کی کتابون مین جن کے مؤلف شافعی المذہب ہین۔ اون کا قول ہے کہ یہ قرا جز ہر سورت کے قائل ہین اور ان قراء سے روایت اعتقاد جزئیت ہر سورت کی نظر سے نہین گذری البتہ بسم اللہ کی روایت ان قراء سے قطعی ہے۔ اور اعتقاد جزئیت یہ مسئلہ فقہی ہے۔ علم قرارت سے اس کو تعلق نہین ۔۔ ۱۲

مخرج سے ذرا منہ کی طرف ہٹ کر اس سے (ک) نکلتا ہے ان دونون حرفون کو یعنی (ق، و رک) کو
حروف لہویہ کہتے ہین چھٹا مخرج وسط لسان اس سے (ج ش ی) نکلتے ہین ساتوان مخرج حافۂ لسان
اور ڈاڑھون کی جڑ اس سے (ض) نکلتا ہے آٹھوان مخرج طرف لسان اور دانتون کی جڑ اس سے
(ل ن ر) نکلتے ہین نوان مخرج نوک زبان اور ثنایا علیا کا کنارہ اس سے (ظ ذ ث) نکلتے ہین
گیارھوان مخرج نوک زبان اور ثنایا سفلی کا کنارہ مع اتصال ثنایا علیا کے اس سے (ص ز س)
نکلتے ہین بارھوان مخرج نیچے کا لب اور ثنایا علیا کا کنارہ اس سے (ف) نکلتا ہے تیرھوان مخرج
دونون لب اس سے (ب م و) نکلتے ہین چودھوان مخرج خیشوم اس سے غنہ نکلتا ہے مراد اس سے
نون مخفی و مدغم با دغام ناقص ہے (فائدہ) یہ مذہب فراء وغیرہ کا ہے اور سیبویہ کے نزدیک سولہ
مخارج ہین اونھون نے (ل) کا مخرج حافۂ لسان اسکے بعد (ن) کا مخرج کہا ہے اسکے بعد (ر) کا
مخرج ہے اور خلیل کے نزدیک سترہ ہین اونھون نے (ل ن ر) کا مخرج جدا جدا رکھا ہے اور حرف علت
جب مدہ ہون ان کا مخرج جوف کہا ہے (فائدہ)

دسوان مخرج نوک زبان اور ثنایا علیا کی جڑ اس سے (ط د ت) نکلتے ہین

تیسری فصل صفات کے بیان مین

جہر کے معنے شدت اور زور سے پڑھنے کے ہین اسکی ضد ہمس ہے یعنی نرمی کے ساتھ پڑھنا اور
اسکے دس حرف ہین جن کا مجموعہ (فحثہ شخص سکت) ہے ان حروف کے ماسوا سب مجہورہ ہین
شدیدہ کے آٹھ حرف ہین جن کا مجموعہ (اجد قط بکت) ہے انکے سکون کے وقت آواز رک جاتی ہے

(فائدہ) یہ اختلاف چودہ سولہ سترہ کا حقیقی اختلاف نہین ہے فراء نے ل ن ر مین قرب کا لحاظ
کرکے ایک کہدیا سیبویہ اور خلیل نے قرب کا لحاظ نہ کرکے الگ مخرج ہر ایک کا بیان کیا جیسا کہ محققین کا قول ہے
کہ ہر حرف کا مخرج علیحدہ ہے مگر نہایت قرب کی وجہ سے ایک شمار کیا جاتا ہے علے ہذا القیاس حروف مدہ
کا مخرج خلیل نے جوف کہا ہے۔ فراء سیبویہ نے مدہ و غیر مدہ کا ایک ہی مخرج کہا ہے مخرج جوف زائد نہین کیا
اسمین تحقیق یہ ہے کہ الف بالکل ہوائی حرف ہے اسمین اعتماد صوت کا کسی جزو معین پر نہین ہوتا اسی واسطے فراء سیبویہ نے مبداء
مخارج یعنی اقصاء حلق اسکا مخرج کہا ہے اور حرف (و) و (یا) جب مدہ ہون تو اسوقت اعتماد صوت کا لسان و شفتین
پر نہایت ضعیف ہوتا ہے مگر ہوتا ضرور ہے تو فراء سیبویہ نے اس اعتماد ضعیف کی وجہ سے مدہ و غیر مدہ کے مخرج مین فرق

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴) نہیں کیا خلیل نے ضعف قوت کا لحاظ کر کے ایک مخرج جوف زائد کیا ہے (فائدہ) غنہ صوت خیشومی کا نام ہے اور یہ سب حرفوں میں ممکن الادا ہے مگر ن م میں یہ صفت لازمہ کے طور سے ہے اور جب یہ دونوں حرف مشدد یا مخفی یا مدغم بالغنہ ہوں تو اس وقت یہ صفت علی وجہ الکمال پائی جاتی ہے اور ان حالتوں میں خیشوم کو ایسا دخل ہے کہ بغیر اس صفت کے ن م بالکل ادا ہی نہونگے یا نہایت ناقص ادا ہونگے لہذا قراء نے لکھا ہے کہ ن م کا مخرج ان حالتوں میں خیشوم ہے۔ اب کئی اعتراض ہوتے ہیں۔ اول یہ کہ سب صفات لازمہ میں یہ بات پائی جاتی ہے کہ بغیر ان کے حرف ادا نہیں ہوتا۔ توسب کا مخرج بیان کرنا چاہیے اور مخرج بدلنا چاہیے یا دو مخرج لکھنا چاہیے۔ جواب یہ ہے کہ چونکہ صفت غنہ کا مخرج سب مخارج سے علیحدہ ہے اس واسطے بیان کرنے کی حاجت ہوئی بخلاف اور صفات کے کہ انہیں مخارج سے تعلق رکھتے ہیں جہاں سے حروف نکلتے ہیں دوسرا شبہہ یہ ہوتا ہے کہ (ن) مشدد اور مدغم بالغنہ اور (م) مطلقاً خواہ مشدد ہو یا مخفی اپنے دونوں ہیں اصلی مخارج سے نکلنے میں تبدیل مخرج تو نہیں معلوم ہوتا تو اسکا جواب یہ ہے کہ مخرج اصلی کو بھی دخل ہے اور خیشوم کو بھی تاکہ علی وجہ الکمال ادا ہوں تیسرا شبہہ یہ ہے کہ نون مخفی کو بعض قراء زمانہ لکھتے ہیں کہ اسمیں لسان کو ذرہ بھر دخل نہیں اور کتب تجوید کے بعض عبارات سے انکی تائید ہوتی ہے مگر جب غور و خوض کیا جاوے اور سب کے اقوال مختلفہ پر نظر کی جاوے تو یہ امر واضع ہو جاتا ہے کہ نون مخفی میں لسان کو بھی دخل ہے مگر ضعیف اسی وجہ سے کالعدم سمجھا گیا۔ جیسا کہ حروف مدہ میں اعتماد ضعیف سے قطع نظر کر کے خلیل وغیرہ نے انکا مخرج جوف بیان کیا ہے ایسا ہی نون مخفی کا حال ہے کہ اسکی تعریف یہ کیجاتی ہے حرف خفی یخرج من الخیشوم لا عمل للسان فیہ اب لا عمل للسان کو دیکھکر خیال پیدا ہوتا ہے کہ لسان کو ذرہ بھر دخل نہیں کیونکہ نکرہ منفی عموم کا فائدہ دیتا ہے اگر یہ صحیح مانا جاوے تو حرف کا اطلاق صحیح نہیں اس واسطے کہ حرف کی تعریف ملا علی قاری وغیرہ نے لکھی ہے کہ صوت یعتمد علی مقطع محقق او مقدر مقطع محقق کو اجزاء حلق لسان شفت بیان کیا او مقطع مقدر جوف کو بیان کیا لہذا لا عمل للسان میں عمل خاص کی نفی ہے جیسا کہ آگے کی عبارات سے معلوم ہو جائیگا۔ ثانیاً ملا علی قاری کی عبارت سے بھی عمل لسان ثابت ہے وہ لکھتے ہیں وان النون المخفاۃ مرکبۃ من مخرج الذات ومن تحقق الصفۃ فی تحصیل الکمالات تحقق الصفۃ کے معنے وجود غنہ اور اسکا مخرج خیشوم ہے فثبت ما قلنا۔ ثالثاً امام جزری نشر فی القراءات العشر میں لکھتے ہیں المخرج السابع عشر الخیشوم وھو الغنۃ وھی تکون فی النون والمیم الساکنتین حالۃ الاخفاء او ما فی حکمہ من الادغام بالغنۃ فان مخرج ھذین الحرفین یتحول فی ھذہ الحالۃ عن مخرجھما الاصلی علی القول الصحیح کما یتحول مخرج حروف المد من مخرجھا الی الجوف علی الصواب پھر آگے احکام النون الساکنۃ والتنوین کی تنبیہات میں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲)
لکھتے ہیں - الاول مخرج النون والتنوین مع حروف الاخفاء الخمسة عشر من الخیشوم فقط ولا حظ لهما معهن فی الفم لانه لا عمل للسان فیهما کعمله فیهما مع ما یظهران او یدغمان بغنة
اس سے معلوم ہوا نفی قید کی ہے مطلق عمل کی نہیں یعنی اظہار اور ادغام بالغنہ میں جو عمل ہے یہ نون مخفی میں نہیں - اب اگر تحول کے معنے انتقال اور تبدل کے مراد ہوں تو لا عمل کما مع ما یدغمان بغنۃ اوسکے معارض ہوگا لہٰذا مراد تحول سے توجہ و میلان ہے اس طرح پر کہ محول عنہ و محول الیہ دونوں کو دخل ہے مگر نون خفیفہ میں نسبت نون مشدد کے لسان کو بہت کم دخل ہے بخلاف نون مشدد و مدغم بالغنہ و میم مشدد و مخفاۃ کے کہ انمیں لسان و شفت کو زیادہ دخل و عمل ہے ایک بات اور بیان سے ظاہر ہوتی ہے کہ نون مخفی میں لسان کو ایسا عمل بھی نہ ہو جیسا کہ نون و میم مشدد میں ہوتا ہے اور نہ مابعد کے حرف کے مخرج پر اعتماد ہو جیسا کہ و سیا ل - ر میں بحالت ادغام بالغنہ اعتماد ہوتا ہے - کیونکہ ان حرفوں میں ادغام بالغنہ کی صورت یہ ہے کہ نون کو مابعد کے حرف سے بدلکر اول حرف کو اسکے مخرج سے مع صوت خیشومی کے ادا کریں اسی وجہ سے اس نون کو جو (یا و ل ر) میں مدغم بالغنہ ہوتا ہے - اُس کو حرف کے ساتھ کسی نے تعبیر نہیں کیا کیونکہ یہاں ذات نون بالکل منعدم ہوگئی ہے اور اصلی مخرج سے کچھ تعلق رہا ہے صرف غنہ باقی ہے جس کا محل خیشوم ہے بخلاف نون مخفی کے کہ اوس کی تعریف یہ کی جاتی ہے حرف خفی یخرج من الخیشوم ولا عمل للسان فیه ولا شائبة حرف آخر فیه - اب امام جزری کے قول سے بھی ثابت ہوگیا کہ نون مخفی میں لسان کو بھی کچھ دخل ہے - نہایۃ القول المفید میں نشر سے زیادہ صاف مطلب نکلتا ہے پہلے لکھا ہے کہ خیشوم مخرج ہے نون و میم غیر مظہرہ کا پھر لکھتے ہیں کہ
لا یقال لا یکمن عمل اللسان فی النون - والشفتین فی المیم مطلقا حتی فی حالة الاخفاء والادغام بغنة وکذا للخیشوم عمل حتی فی حالة الاظهار والتحریک فلم هذا التخصیص لانهم نظروا للاغلب فخصوا له بانه المخرج فلما کان الاغلب فی حالة اخفائهما او ادغامهما بغنة عمل الخیشوم جعلوه مخرجهما حینئذ وان عمل اللسان والشفتان ایضا ولما کان الاغلب فی حالة التحریک والاظهار عمل اللسان والشفتین جعلوهما المخرج وان عمل الخیشوم حینئذ ایضا الخ

(۲) غالباً - غنہ اور اخفاء سے غرض تحسین لفظ اور جو ثقل ترکیب حروف سے پیدا ہو اوس کی تخفیف مقصود ہوتی ہے اگر ایسے اخفاء سے کہ جس میں لسان کو ذرہ بھر تعلق نہ ہو محال نہیں تو متعسر ضرور ہے اور صوت بھی کریہ ہو جاتی ہے اگر کچھ بنا کر تکلف سے ادا کیا جاوے - حاصل یہ ہے کہ نون مخفاۃ کے ادا کرتے وقت زبان حنک سے قریب متصل ہوگی مگر اتصال نہایت ضعیف ہوگا - ۱۲

پانچ حروف متوسطہ ہین جن کا مجموعہ (لِنْ عُمَرْ) ہے ان مین بالکل آواز بند نہین ہوتی باقی حروف ماسوا شدیدہ اور متوسطہ کے سب رخوہ ہین یعنی ان کی آواز جاری ہوسکتی ہے (خص ضغط قظ) یہ حروف متصف ہین ساتھ استعلاء کے یعنی انکے ادا کرتے وقت اکثر حصہ زبان کا تالو کی طرف بلند ہوجاتا ہے انکے ماسوا سب حروف استفال کے ساتھ متصف ہین انکے ادا کرتے وقت اکثر حصہ زبان کا بلند نہ ہوگا (صطظض) یہ حروف متصف ہین ساتھ اطباق کے یعنی انکے ادا کرتے وقت اکثر حصہ زبان کا تالو سے ملجاتا ہے ان چار حرفون کے سوا باقی حروف انفتاح سے متصف ہین یعنی اونکے ادا کرتے وقت اکثر زبان تالو سے ملتی نہین یہ صفات جو ذکر کیے گئے ہین متضادہ ہین جہر کی ضد ہمس ہے اور رخو کی ضد شدت ہے اور استعلاء کی ضد استفال ہے اور اطباق کی ضد انفتاح ہے تو ہر حرف چار صفتون کے ساتھ ضرور متصف ہوگا باقی صفات کی ضد نہین ہے قلقلہ کے پانچ حرف ہین جن کا مجموعہ (قُطْبُ جَدٍ) ہے مگر قاف مین قلقلہ واجب باقی چار حرف مین جایز ہے قلقلہ کے معنی مخرج مین جنبش دینا سختی کے ساتھ (ر) مین صفت تکرار کی ہے مگر اس سے جہان تک ممکن ہو احتراز کرنا چاہیے (ش) مین صفت تفشی ہے یعنی منہ مین صوت پھیلتی ہے اور (ض) مین صفت استطالہ ہے اور (ص ز س) حروف صفیرہ کہلاتے ہین (ن م) مین ایک صفت یہ بھی ہے کہ ناک مین آواز جاتی ہے اور کسی حرف مین یہ صفت نہین ہے اور ان صفات متضادہ سے چار صفتین یعنی جہر شدت استعلاء اطباق قویہ ہین باقی ضعیف ہین اور صفات غیر متضادہ سب قویہ ہین تو ہر حرف مین جتنی صفتین قوت کی ہونگی اوتنا ہی حرف قوی ہوگا اور جتنی صفتین ضعف کی ہونگی اوتنا ہی حرف ضعیف ہوگا (فائدہ) ہمزہ مین شدت اور جہر کی وجہ سے کسی قدر سختی ہے مگر نہ اس قدر کہ ناف ہل جائے۔ ناف سے حروف کو کچھ علاقہ ہی نہین (فائدہ) (ف ہ) یہ دونون حرف اضعف الحروف ہین نہایت ہی نرمی سے ادا ہونا چاہیے (فائدہ) حرف (ع ح) کے ادا کرتے وقت گلا نہ گھونٹا جائے بلکہ وسط حلق سے نہایت لطافت سے بلا تکلف نکالنا چاہیے۔

چوتھی فصل ہر حرف کی صفات لازمہ کے بیان میں

نمبر شمار	اشکال حروف	اسمار صفات لازمہ	نمبر شمار	اشکال حروف	اسمار صفات لازمہ
۱	ا	مجہور رخو مستفل منفتح نادرہ مفخم یا مرقق	۱۶	ط	مجہور شدید مستعلی مطبق مقلقل مفخم
۲	ب	مجہور شدید مستفل منفتح قلقلہ	۱۷	ظ	مجہور رخو مستعلی مطبق مفخم
۳	ت	مہموس شدید مستفل منفتح	۱۸	ع	مجہور متوسط مستفل منفتح
۴	ث	مہموس رخو مستفل منفتح	۱۹	غ	مجہور رخو مستعلی منفتح
۵	ج	مجہور شدید مستفل منفتح قلقلہ	۲۰	ف	مہموس رخو مستفل منفتح
۶	ح	مہموس رخو مستفل منفتح	۲۱	ق	مجہور شدید مستعلی منفتح قلقلہ مفخم
۷	خ	مہموس رخو مستعلی منفتح مفخم	۲۲	ک	مہموس شدید مستفل منفتح
۸	د	مجہور شدید مستفل منفتح مقلقل	۲۳	ل	مجہور متوسط مستفل منفتح مرقق یا مفخم
۹	ذ	مجہور رخو مستفل منفتح	۲۴	م	مجہور متوسط مستفل منفتح غنہ
۱۰	ر	مجہور متوسط مستفل منفتح تکرار مفخم یا مرقق	۲۵	ن	مجہور متوسط مستفل منفتح غنہ
۱۱	ز	مجہور رخو مستفل منفتح صفیر	۲۶	و	مجہور رخو مستفل منفتح
۱۲	س	مہموس رخو مستفل منفتح صفیر	۲۷	ہ	مہموس رخو مستفل منفتح
۱۳	ش	مہموس رخو مستفل منفتح تفشی	۲۸	ء	مجہور شدید مستفل منفتح
۱۴	ص	مہموس رخو مستعلی مطبق صفیر	۲۹	ی	مجہور رخو مستفل منفتح
۱۵	ض	مجہور رخو مستعلی مطبق مستطیل مفخم			

پانچوین فصل صفات ممیزہ کے بیان مین

حروف اگر صفات لازمہ مین مشترک ہون تو مخرج سے ممتاز ہوتے ہین اور اگر مخرج مین متحد ہون تو صفت لازمہ منفردہ سے ممتاز ہوتے ہین جن حرفون مین تمایز بالمخرج ہے اون کے بیان کرنے کی ضرورت نہین البتہ حروف متحدہ فی المخرج کے بیان کرنے کی ضرورت ہے (ا ء ہ) مین الف ممتاز ہے مدّیت مین اور (ء) ممتاز ہے (ہ) سے جہر اور شدت مین باقی صفات مین یہ دونون متحد ہین (ع ح) ح مین ہمس اور رخاوت ہے ع مین جہر و توسط باقی مین اتحاد (غ خ) غ مین جہر ہے باقی مین اتحاد (ج ش ی) (ج) مین شدت ہے (ش) مین ہمس و تفشی ہے باقی استفال اور انفتاح مین تینون مشترک ہین اور جہر مین (ج ی) اور رخاوت مین (ش ی) مشترک ہین (ط د ت) شدت مین اشتراک اور (ط د) جہر مین بھی مشترک ہین اور (ت د) استفال و انفتاح مین مشترک ہین اور (ط) مین اطباق و استعلا اور (ت) مین ہمس ہے (ظ ذ ث) رخاوت مین اشتراک ہے اور (ظ ذ) جہر مین اور (ذ ث) استفال انفتاح مین مشترک ہین اور (ظ) مین ممیزہ صفت استعلا اطباق ہے اور (ذ ث) مین صفت ممیزہ جہر ہمس ہے (ص ز س) رخاوت صفیر مین مشترک اور (ص س) ہمس مین اور (ز س) استفال انفتاح مین مشترک ہین اور (ص) مین صفت ممیزہ استعلا اطباق اور (ز س) مین جہر ہمس ہے (ل ن ر) جہر توسط استفال انفتاح مین مشترک ہین اور (ل ر) انحراف مین مشترک ہین اور انکین تمایز مخرج سے ہی اسی واسطے سیبویہ و خلیل نے انکا مخرج الگ ترتیب وار رکھا ہے اور فرا نے قرب کا لحاظ کرکے ایک مخرج بیان کیا ہے دوسرے یہ کہ (ن) مین غنہ ہے اور (ر) مین تکرار (و ب م) جہر استفال انفتاح مین مشترک اور (و) کے ادا کرتے وقت شفتین مین کسی قدر انفتاح رہتا ہے اس وجہ سے اپنے مجانسون سے ممتاز ہو جاتا ہے گویا اس مین بھی تمایز

بالمخرج ہے اور (ب) مین شدت اور قلقلہ اور (م) مین توسط اور غنہ ممیزہ ہے اور (ض ظ) مین جہر رخاوت استعلاء اطباق ہے اور (ض) مین استطالہ ہے اور ممیز مخرج ہے مگر اشتراک صفات ذاتیہ کی وجہ سے فرق کرنا اور ایک دوسرے سے ممتاز کرنا ماہرین کا کام ہے اور ماہر کے فرق کو بھی ماہر ہی خوب سمجھتا ہے[۱]

[۱] (فائدہ) حرف (ضاد) ضعیف کو ابن الحاجب نے جو کہ امام شاطبی کے شاگرد ہین شافیہ مین حروف مستہجنہ سے لکھا ہے اور امام رضی اوسکی شرح مین لکھتے ہین قال السیرافی انہا فی لغۃ قوم لیس فی لغتہم ضاد فاذا احتاجوا الی التکلم بہا فی العربیۃ اعتاصت علیہم فربما اخرجوہا ظاء لاخراجہم ایاہا من طرف اللسان واطراف الثنایا وربما تکلفوا اخراجہا من مخرج الضاد فلم یتات لہم فخرجت بین الضاد والظاء — شافیہ اور اوسکی شرح سے بعض متاخرین نیز روافض وغیر مقلدین کی تردید ہوگئی جو کہ قائل ہین کہ ضاد وظاء مین اشتراک صفات ذاتیہ کی وجہ سے حرف ضاد مثل ظاء کے مسموع ہوتا ہے بلکہ ان مین فرق کرنا نہایت دشوار ہے لہذا اگر ضاد کی جگہ ظاء پڑھی جائے تو کچھ حرج نہین کیونکہ اشتراک کو تشابہ لازم نہین۔ اس واسطے کہ جیم ودال بھی جمیع صفات مین مشترک ہین مگر تخالف مخرج کی وجہ سے دونون کی صوت مین بالکل تباین ہے اصلاً تشابہ نہین۔ اور ضاد ظاء مین تخالف مخرج موجود ہے مگر چونکہ مخرج ضاد کا اکثر حافۂ لسان مع کل اضراس اور مخرج ظاء کا طرف لسان مع طرف ثنایا علیا ہے اور پھر ان دونون حرفون مین استعلاء اطباق ہے۔ اس وجہ سے ان مین تقارب ہوگیا پھر صفت رخاوت کی وجہ سے ان مین تشابہ صوتی پیدا ہوگیا یہ وجہ ہے تشابہ کی بخلاف جیم ودال کے کہ ان مین یہ وجوہ نہین اب تشابہ ضاد ظاء مین ثابت ہوگیا مگر ایسا تشابہ کہ حرف ضاد قریب حرف ظاء کے مسموع ہو اس طرح کا تشابہ ممنوع ہے اسی کو ابن حاجب اور رضی نے مستہجن لکھا ہے کیونکہ باعث تشابہ صفت رخوت ہے اور یہ صفت ضاد مین بہ نسبت ظاء کے ضعیف ہوگئی ہے اس واسطے کہ ضاد مین صفت اطباق کی بہ نسبت ظاء کے قوی ہے اور لامحالہ جتنی صفت اطباق قوی ہوگی اتنی ہی صفت رخاوت مین ضعف پیدا ہوگا کیونکہ الصاق محکم منافی رخاوت ہے دوسری وجہ ضعف رخاوت یہ ہے کہ ضاد کا مخرج مجری صوت وہوا سے ایک کنارے واقع ہوا ہے بخلاف مخرج ظاء کے کہ وہ محاذات مین واقع ہے اسی وجہ سے ظاء مین رخاوت قوی ہے اور جب رخاوت قوی ہوئی تو لامحالہ اطباق ضعیف ہوگا ماحصل یہ کہ جب ضاد کو اپنے مخرج سے مع جمیع صفات ادا کیا جائیگا تو اوس وقت اوسکی

باب دوسرا

پہلی فصل تفخیم اور ترقیق کے بیان مین

حروف مستعلیہ ہمیشہ ہر حال مین پُر پڑھے جائین گے اور حروف مستفلہ سب باریک پڑھے جاتے ہین مگر (الف) اور (اللّٰہ) کا لام اور (ر) کہین باریک اور کہین پُر ہوتے ہین۔ الف کے پہلے پر حرف ہوگا تو الف بھی پُر ہوگا اور اوس کے پہلے کا حرف باریک ہوگا تو الف بھی باریک ہوگا اور (اللّٰہ) کے لام کے پہلے زبر یا پیش ہو تو پُر ہوگا مثل (وَاللّٰہُ اللّٰہ دفعہ اللّٰہ) اگر اسکے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰) صوت اہل عرب کے ضاد کی صوت سے جو آج کل مروج ہے بہت مشابہ ہوگی اور ظاء کے ساتھ بھی تشابہ ہوگا مگر کم درجہ مین اس واسطے کہ ضاد مین اطباق و تفخیم بہ نسبت ظاد کے زیادہ ہے کیونکہ رخاوت ظاد کی بہ نسبت ضاد کے قوی ہے اور رخاوت و اطباق مین تقابل ہے ایک قوی ہوگی تو دوسری ضعیف ہوگی اب اگر ضاد مین صفت رخاوت زیادہ ہو جائیگی تو اشبہ بظار ہو جائیگا اور اسی کو صاحب شافیہ اور رضی نے مستحسن لکھا ہے اور اگر اطباق قوی ادا کیا جائیگا مع رخاوت کے تو اشبہ لضاد مروج مین العرب ادا ہوگا اور کسی قدر ظار کے ساتھ بھی مشابہ ہوگا بعض کتب تفسیر و تجوید مین جو ضاد و ظاء کو متشابہ الصوت لکھا ہے اُس سے یہی مراد ہے نہ یہ کہ ظاد مسموع ہو اب تعارض بھی نہین رہا اب سوال یہ ہوتا ہے کہ بعض قراء عجم اہل عرب کو کہتے ہین کہ ضاد کی جگہ دال مفخم پڑھتے ہین۔ جواب یہ ہے کہ دال مفخم کوئی حرف ہی نہین اس واسطے کہ دال کی صفت ذاتی استفال انفتاح اور مخرج طرف لسان اور جڑ ثنایاء علیا ہے۔ اور اہل عرب ضاد کو اپنے مخرج مع استعلاء اطباق کے عموماً ادا کرتے ہین۔ اور ایک حرف دوسرے مخرج مباین سے ادا ہی نہین ہوتا اور جب صفات ذاتیہ بھی بدل گئین تو دال او سے نہین کہہ سکتے اصل مین وہ ضاد ہے مگر صفت رخاوت جو قلت اور ضعف کے ساتھ اوس مین پائی جاتی تھی وہ اکثر عرب سے شاید ادا نہ ہوتی ہو۔ غایت ما فی الباب یہ لحن خفی ہوگا۔ اور ظاء خالص پڑھنا اور دال خالص یا دال کو اپنے مخرج سے پُر کر کے پڑھنا یہ لحن جلی ہے۔ کیونکہ پہلی صورت مین صرف ایک صفت جو کہ نہایت کمزور درجہ مین تھی اس کا ابدال یا انعدام ہوا ہے باقی صورتون مین ابدال حرف بہ حرف آخر لازم آتا ہے۔ واللّٰہ اعلم بالصواب۔ ۱۲

پہلے زیر ہو تو باریک ہوگا مثل لِلّٰہِ (را) متحرک ہوگی یا ساکن اگر متحرک ہے تو فتحہ اور ضمہ کی حالت مین پُر ہوگی اور کسرہ کی حالت مین باریک ہوگی مثل رَعْدٌ رُزِقُوا رِزْقًا اور اگر (را) ساکن ہے تو اوسکے ماقبل متحرک ہوگا یا ساکن اگر ماقبل متحرک ہے تو فتحہ اور ضمہ کی حالت مین پُر ہوگی اور کسرہ کی حالت مین باریک ہوگی مثل (یُرْزَقُوْنَ بَرْقٌ شِرْعَۃً) مگر جب (را) ساکن کے ماقبل کسرہ دوسرے کلمہ مین ہو مثل (رَبِّ ارْجِعُوْنِ) یا کسرہ عارضی ہو مثل (اِرْتَابُوْا اِنِ ارْتَبْتُمْ) یا (را) ساکن کے بعد حرف استعلاء کا اوسی کلمہ مین ہو جس کلمہ مین (را) ہے تو یہ (را) باریک نہ ہوگی بلکہ پُر ہوگی مثل (قِرْطَاسٌ فِرْقَۃٌ) اور (فِرْقٍ) مین خلف ہے اور اگر (را) موقوفہ بالاسکان یا بالاشمام کے ماقبل سوائے (ی) کے اور کوئی حرف ساکن ہو تو اوس کا ماقبل دیکھا جائیگا اگر مفتوح یا مضموم ہے تو (را) پُر ہوگی مثل (قَدْرٌ اُمُوْرٌ) اور اگر مکسور ہے تو (را) باریک ہوگی مثل (حِجْرٌ) سے اگر ساکن (ی) ہو تو باریک ہوگی جیسے (خَیْرٌ ضَیْرٌ خَبِیْرٌ قَدِیْرٌ) (را) مرامہ یعنی موقوفہ بالروم اپنی حرکت کے موافق پڑھی جائیگی اور (را) ممالہ باریک ہی پڑھی جاویگی مثل (مَجْرِھَا) (فائدہ) را مشدد حکم مین ایک را کے ہوتی ہے جیسی حرکت ہوگی اُسی کے موافق پڑھی جاویگی پہلی دوسری کی تابع ہوگی (فائدہ) حروف مفخمہ مین تفخیم ایسی افراط سے نہ کی جاوے کہ وہ حرف مشدد دسنائی دے یا کسرہ مشابہ فتحہ کے یا فتحہ مشابہ ضمہ کے یا مفخم حرف کے بعد الف ہے تو وہ واو کی طرح ہوجائے۔ تفخیم مین مراتب ہین حرف مفخم مفتوح جس کے بعد الف ہو تو اوسکی تفخیم اعلےٰ درجہ کی ہوتی ہے مثل (طَالَ) اس کے بعد مفتوح جو الف کے قبل نہ ہو مثل (انْطَلِقُوْا) اس کے بعد مضموم مثل (مُحِیْطٌ) اس کے بعد مکسور مثل (ظِلٍّ قِرْطَاسٍ) اور ساکن مفخم ماقبل کی حرکت کے تابع ہے مثل (یَقْطَعُوْنَ یُرْزَقُوْنَ مِرْصَادًا) اب معلوم ہوا کہ حرف مفخم کے فتحہ کو مانند ضمہ کے اور اوسکے مابعد کے الف کو مانند (واو) کے پڑھنا بالکل خلاف اصل ہے ایساہی حرف مرقق کے فتحہ کو اس قدر فیرق کرنا کہ مانند امالۂ صغریٰ کے ہوجاوے یہ خلاف قاعدہ ہے یہ افراط و تفریط کلام عرب مین نہین ہے یہ اہل عجم کا طریقہ ہے۔

دوسری فصل نون ساکن اور تنوین کے بیان مین

نون ساکن اور تنوین کے چار حال ہین اظہار ادغام قلب اخفا حرف حلقی نون ساکن اور تنوین کے بعد آوسے تو اظہار ہوگا مثل (ینعق عذاب الیم) اور جب نون اور تنوین کے بعد (یرملون) کے حروف سے کوئی حرف آئے تو ادغام ہوگا مگر (لام) (ر) مین ادغام بلاغنہ ہوگا اور ادغام بالغنہ بھی نون ساکن اور تنوین مین ثابت ہے مگر نون ساکن مین یہ شرط ہے کہ مقطوع یعنی مرسوم ہو اور اگر موصول ہے یعنی مرسوم نہین ہے تو غنہ جائز نہین باقی حروف مین بالغنہ ہوگا مثل (من یقول من وال ھدی للمتقین من ربھم) چار لفظ یعنی (دنیا قنوان بنیان صنوان) ان مین ادغام نہوگا اظہار ہوگا اور جب نون ساکن اور تنوین کے بعد (ب) آوے تو نون ساکن اور تنوین کو میم سے بدل کر اخفا مع الغنہ کرینگے مثل (من بعد صم بکم) باقی پندرہ حرفون مین اخفا مع الغنہ ہوگا (تنفقون اندادا) وغیرہ کے

تیسری فصل میم ساکن کے بیان مین

میم ساکن کے تین حال ہین (ادغام اخفا اظہار) میم ساکن کے بعد دوسری میم آئے تو ادغام ہوگا مثل (ام من) اور اگر میم ساکن کے بعد (ب) آوے تو اخفا ہوگا اور اظہار بھی جائز ہے بشرطیکہ میم منقلب نون ساکن اور تنوین سے نہ ہو مثل (وما ھم بمؤمنین) باقی حروف مین اظہار ہوگا مثل (علیھم ولا الضالین۔ کیدھم فی تضلیل)۔ (فائدہ) بوف کا قاعدہ جو مشہور ہے یعنی میم ساکن کے بعد (ب) آوے تو اخفا ہوگا اور (ف) آوے تو اظہار اس طرح کیا جاوے کہ میم کے سکون مین حرکت کی بو آجائے یہ اظہار بالکل بے اصل ہے بلکہ میم کا سکون بالکل تام ہونا چاہیے حرکت کی ہوا بھی نہ لگے۔

چوتھی فصل حروف غنہ کے بیان مین

نون میم مشدد ہو تو غنہ ہوگا ایسے ہی نون ساکن اور تنوین کے آگے سوا حرف حلقی اور (لام - ر) کے جو حرف آئیگا غنہ ہوگا ایسے ہی میم ساکن کے بعد (ب) آوے تو اخفا کی حالت مین غُنّہ ہوگا غُنّہ کی مقدار ایک الف ہے۔

پانچوین فصل ہاے ضمیر کے بیان مین

ہائے ضمیر کے ماقبل کسرہ یا (یائے) ساکنہ ہو تو ہا ضمیر کی مکسور ہوگی مثل (بِهٖ وَاِلَيْهِ) کے مگر دو جگہ مضموم ہوگی ایک (وَمَآ اَنْسٰنِيْهُ) سورۂ کہف مین دوسرا (عَلَيْهُ اللّٰهَ) سورۂ فتح مین اور دو لفظ مین ساکن ہوگی ایک تو (اَرْجِهْ) دوسرا (فَاَلْقِهْ) اور جب ضمیر کے ماقبل کسرہ ہو نہ یائے ساکنہ تو مضموم ہوگی مثل (لَهٗ رَسُوْلُهٗ مِنْهُ اَخَاهُ رَاَيْتُمُوْهُ) مگر (وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ) مین مکسور ہوگی اور جب ہا ضمیر کے ماقبل اور مابعد متحرک ہو تو ضمیر کی حرکت اشباع کے ساتھ پڑھی جاویگی یعنی اگر ضمیر پر ضمہ ہو تو اوس کے مابعد واو ساکن زائد ہوگا اگر ضمیر پر کسرہ ہے تو اوس کے مابعد یاء ساکنہ زائد ہوگی مثل (مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَرَسُوْلُهٗ اَحَقُّ) مگر ایک جگہ اشباع نہ ہوگا یعنی (وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ) اس کا ضمہ غیر موصولہ پڑھا جائیگا اور اگر ماقبل یا مابعد ساکن ہو تو اشباع نہ ہوگا مثل (مِنْهُ وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ) مگر (فِيْهٖ مُهَانًا) جو سورۂ فرقان مین ہے اس مین اشباع ہوگا۔

چھٹی فصل ادغام کے بیان مین

ادغام تین قسم پر ہے مثلین متقاربین متجانسین اگر حرف مکررمین ادغام ہوا ہے تو ادغام مثلین کہلائیگا مثل (اِذْ ذَّهَبَ) اور اگر ادغام ایسے دو حرفون مین ہوا ہے جن کا مخرج ایک گنا جاتا ہے تو اسن ادغام کو ادغام متجانسین کہتے ہین مثل (وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ) اور اگر ادغام ایسے دو حرفون مین ہوا ہے کہ وہ دو حرف نہ مثلین ہین نہ متجانسین تو ادغام متقاربین کہلائیگا مثل (اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ) پھر ادغام متجانسین اور متقاربین دو قسم پر ہے ناقص اور تام اگر پہلے حرف کو

دوسرے حرف سے بدلکر ادغام کیا ہے تو ادغام تام کہلائے گا مثل (قُل رَّبِّ) اور (وَقَالَت طَّائِفَةٌ عَمَّ) اور اگر پہلے حرف کی کوئی صفت باقی ہے تو ادغام ناقص ہوگا مثل (مَن يَّقُولُ مِن وَّال) اور (بَسَطتَّ اَحَطتُّ) کے مثلین اور متجانسین کا پہلا حرف جب ساکن ہو تو ادغام واجب ہے مثل (اَنِ اضْرِب بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ وَقَالَت طَّائِفَةٌ (عَبَدتُّم اِذ ظَّلَمُوا اِذ ذَّهَب قَد تَّبَيَّنَ قَد دَّخَلُوا قُل تَّعَالَوا بَل رَّفَعَهُ) اور (يَلْهَث ذَّالِكَ يَا بُنَيَّ ارْكَب مَّعَنَا) مین اظہار بھی ثابت ہے اور جب دو (واو) یا دو (یا) جمع ہون اور پہلا حرف مدہ ہو مثل (قَالُوا وَهُم فِي يَوْمٍ) تو ادغام نہوگا ایسے ہی حرف حلقی کسی حرف غیر حلقی مین مثل (لَا تُزِغ قُلُوبَنَا) اور اپنے مجانس ہین مثل (فَاصْفَحْ عَنْهُمْ) مدغم نہ ہوگا اور اپنے مماثل مین مدغم ہوگا مثل (يُوَجِّههُّ مَالِيَهْ هَلَكَ) ایسے ہی لام کا ادغام ران مین نہوگا مثل (قُلنَا) (فائدہ) لام تعریف اگر ان چودہ حرف کے قبل آوے تو اظہار ہوگا اور چودہ[14] حرف یہ ہین (ابغ حجك وخف عقيمه) اور ان کو حروف قمریہ کہتے ہین جیسے (الآن البخل العزوف الحسنه بالجنود الكوثر الواقعة الخائبين الفائزون العلى القانتين اليوم المحسنات) باقی چودہ حرفون مین ادغام کیا جائیگا جن کو حروف شمسیہ کہتے ہین جیسے (والصافات والذاريات التائب الداعي التائبون الزاني السالكين الرحمن الشمس ولا الضالين الطارق الظالمين الله النجم (فائدہ) نون ساکن اور تنوین کا ادغام (ی) اور (و) مین اور (ط) کا ادغام (ت) مین ناقص ہوگا اور (اَلَم نَخْلُقكُّم) مین ادغام ناقص بھی جایز ہے مگر ادغام تام اولے ہے۔ اور (نٓ والقلم) اور (يسٓ والقرآن) مین اظہار ہوگا اور ادغام بھی ثابت ہے (فائدہ) (عِوَجًا قَيِّمًا) سورۂ کہف مین اور (مَن رَّاق) سورۂ قیامہ مین اور (بَل رَّانَ) سورۂ مطففین مین اظہار ہوگا سکتہ کی وجہ سے اور ایک جگہ حفص کی روایت مین اور بھی سکتہ ہے یعنی (مِن مَّرْقَدِنَا) سورۂ یسین مین اور چونکہ سکتہ ایک لحاظ سے حکم وقف کا رکھتا ہے

اس وجہ سے (عِوَجًا) کی تنوین کو الف سے بدل دیا جاے اور حفص کی روایت میں ترک سکتہ
بھی ان مواضع مین ثابت ہے تو اس وقت موضع اول مین اخفا ہوگا اور ثانیین مین ادغام ہوگا
(فائدہ) مشدد حرفون مین دیر دو حرف کی ہوتی ہے (فائدہ) جب دو حرف مثلین غیر مدغم
ہون تو ہر ایک کو خوب ظاہر کرکے پڑھنا چاہیے مثل (اَعْيُنُنَا شِرْكُكُمْ يُحْيِي دَاوُدَ) ایسا ہی
متقاربین متصل ہون یا قریب قریب ہون اور ادغام نہ کیا جائے تو بھی خوب ہر ایک کو صاف
پڑھنا چاہیے مثل (قَدْ جَاءَ فَقَدْ سَئَلُوْا اِذْ تَقُوْلُ اِذْ زَيَّنَ) ایسا ہی جب دو حرف
ضعیف جمع ہون مثل (جِبَاهُهُمْ) یا قوی حرف کے قریب ضعیف حرف ہو مثل (اِهْدِنَا)
یا دو حرف مفخم متصل یا قریب ہون مثل (مضطر صلصال) یا دو حرف مشدد قریب یا
متصل ہون مثل (ذُرِّيَّةً مُطَهَّرِيْنَ مِنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى يُحَيِّ يَغْشٰهُ وَعَلٰى اُمَمٍ
مِّمَّنْ مَّعَكَ) ایسا ہی دو حرف متشابہ الصوت جمع ہون مثل (صاد سین) (ط) (ت)
(ض) (ظ ذ) (ق ك) تو ہر ایک کو ممتاز کرکے پڑھنا چاہیے اور جو صفت جس کی ہے اسکو
پوری طور سے ادا کرنا چاہیے۔

ساتوین فصل ہمزہ کے بیان مین

جب دو ہمزہ متحرک جمع ہون اور دونون قطعی ہون تو تحقیق سے یعنی خوب صاف طور سے
پڑھنا چاہیے مگر (ءَاَعْجَمِيٌّ) جو سورہ (حٰمٓ سجدہ) مین ہے اس کے دوسرے ہمزہ مین تسہیل ہوگی
اور اگر پہلا ہمزہ استفہام کا ہے اور دوسرا ہمزہ وصلی مفتوح ہے تو جائز ہے دوسرے ہمزہ مین تسہیل
اور ابدال مگر ابدال اولی ہے اور یہ چھ جگہ ہے (آٰلْئٰنَ) سورہ یونس مین دو جگہ (ءٰٓالذَّكَرَيْنِ)
سورہ انعام مین دو جگہ ہے (ءٰٓاللّٰهُ) دو جگہ ہے ایک سورہ یونس مین دوسرا سورہ نمل مین ہے
اور جب پہلا ہمزہ استفہام کا ہو اور دوسرا ہمزہ وصلی مفتوح نہو تو یہ دوسرا ہمزہ حذف کیا جائیگا مثل
(اَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ اَصْطَفَى الْبَنَاتِ اَسْتَكْبَرْتَ) اور فتحہ کی حالت مین جو حذف نہین ہوتا
اُس کی وجہ یہ ہے کہ اس مین التباس انشا کا خبر کے ساتھ ہو جائیگا اور چونکہ ہمزہ وصلی وسط کلام

مین حذف ہوتا ہے اس وجہ سے اوس مین تغیر کیا جاتا ہے اسی وجہ سے ابدال اولی ہے
کیونکہ اس مین تغیر تام ہے بخلاف تسہیل کے اور جب دو ہمزہ جمع ہون اور پہلا متحرک دوسرا
ساکن ہو تو واجب ہے ہمزہ ساکن کو پہلے ہمزہ کی حرکت کے موافق حرف سے بدلنا مثل
(اٰمَنُوا اِیْمَانًا اُوْتُمِنَ اٰیٰتٌ) اور جب پہلا ہمزہ وصلی ہو تو ابتدا کی حالت مین ہمزہ
ساکنہ بدلا جائیگا اور جب ہمزہ وصلی گر جائیگا تب ابدال نہو گا مثل (الَّذِی اؤْتُمِنَ فِی السَّمٰوٰتِ
ائْتُوْنِیْ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِیْ) ہمزہ وصلی کے ماقبل جب کوئی کلمہ بڑھایا جائیگا تو یہ ہمزہ
حذف کیا جائے گا اور ثابت رکھنا درست نہین البتہ ابتدا مین ثابت رہتا ہے اب اگر
لام تعریف کا ہمزہ ہے تو مفتوح ہوگا اور اگر کسی اسم کا ہمزہ ہے تو مکسور ہوگا اور اگر فعل کا ہے تو
تیسرے حرف کا ضمہ اگر اصلی ہے تو ہمزہ بھی مضموم ہوگا ورنہ مکسور مثل اَلَّذِیْنَ اِسْمٌ اِبْنٌ اِنْتِقَامٌ
اُجْتُثَّتْ اِضْرِبْ اِنْفَجَرَتْ اِفْتَحْ) اور (اِمْشُوْا اِتَّقُوْا اِئْتُوْا) مین چونکہ ضمہ
عارضی ہے اس وجہ سے ہمزہ مضموم نہ ہوگا بلکہ مکسور ہوگا (فائدہ) ہمزہ عین کے ساتھ یا ح
کے ساتھ یا حرف مدہ (ع) یا (ح) کے ساتھ جمع ہون ایسا ہی (ع ہ) ایک ساتھ آوے
یا (ع ح اور ہ) ایک ساتھ آوے یا (ع ح ہ) مکرر آئین یا مشدد ہون تو ہر ایک کو خوب
صاف طور سے ادا کرنا چاہیے مثل اِنَّ اللّٰہَ عَھِدَ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ فَاعِلِیْنَ
یَدْعُوْنَ دُعَآءً سَبِّحْهُ عَلٰٓی اَعْقَابِکُمْ اَحْسَنَ الْقَصَصِ عَلٰی عَقِبَیْهِ اَعُوْذُ عَهِدَ
عَاهَدَ عَالَمِیْنَ طُبِعَ عَلٰی سَاحِرٍ سَحَّارٍ لَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ مَبْعُوْثُوْنَ یَنْفُخُ اِهْبِطْ
وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ لَفِیْ عِلِّیِّیْنَ جِبَاهُهُمْ (فائدہ) ہمزہ متحرک یا ساکن
جہان ہون اوس کو خوب صاف طور سے پڑھنا چاہیے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ہمزہ الف سے بدل جاتا
ہے یا حذف ہو جاتا ہے یا صاف طور سے نہین نکلتا خصوصًا جہان دو ہمزہ ہون وہان زیادہ
خیال رکھنا چاہیے کہ دونون ہمزہ خوب صاف ادا ہون مثل (ءَاَنْذَرْتَهُمْ) (فائدہ)
حرف ساکن کے بعد جب ہمزہ آئے تو اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ ساکن کا سکون تام ادا ہو

اور ہمزہ خوب صاف ادا ہو ایسا نہ ہو کہ ہمزہ حذف ہوجاے اور اس کی حرکت سے ماقبل کا ساکن متحرک ہوجائے جیسا کہ اکثر خیال نہ کرنے سے ایسا ہوجاتا ہے بلکہ وہ ساکن کبھی مشدد بھی ہوجاتا ہے مثل (قد افلح ان الانسان) اسی وجہ سے حفص کے بعض طرق مین ساکن پر سکتہ کیا جاتا ہے تاکہ ہمزہ صاف ادا ہو خواہ وہ ساکن اور ہمزہ ایک کلمہ مین ہو یا دو کلمہ مین ہو۔

آٹھوین فصل حرکات کی ادا کے بیان مین

فتحہ ساتھ انفتاح فم اور صوت کے اور کسرہ ساتھ انخفاض فم اور صوت کے اور ضمہ ساتھ انضمام شفتین کے ظاہر ہوتا ہے ورنہ اگر فتحہ مین کچھ انخفاض ہوا تو فتحہ مشابہ کسرہ کے ہوجائیگا اور اگر کچھ انضمام ہوگیا تو فتحہ مشابہ ضمہ کے ہوجائیگا ایسا ہی کسرہ مین اگر کامل انخفاض نہ ہوگا تو مشابہ فتحہ کے ہوجائیگا بشرطیکہ انفتاح ہوگیا ہو اور اگر کچھ انضمام پایا گیا تو کسرہ مشابہ ضمہ کے ہوجائیگا اور ضمہ مین اگر انضمام کامل نہوا تو ضمہ مشابہ کسرہ کے ہوجائیگا بشرطیکہ کسی قدر انخفاض ہوگیا ہو اور اگر کسی قدر انفتاح پایا گیا تو فتحہ کے مشابہ ہوجائیگا (فائدہ) فتحہ جس کے بعد الف نہو اور ضمہ جس کے بعد واو ساکن اور کسرہ جس کے بعد یا ساکن نہو ان حرکات کو اشباع سے بچانا چاہیے ورنہ یہی حروف پیدا ہوجائین گے ایسا ہی ضمہ کے بعد جب واو مشدد ہو اور کسرہ کے بعد یاء مشدد ہو مثل (عَدُوٌّ سَوِیٌّ لُجِّیٌّ) اس وقت بھی اشباع سے احتراز نہایت ضروری ہے خصوصًا وقف مین زیادہ خیال رکھنا چاہیے ورنہ مشدد مخفف ہوجائیگا (فائدہ) جب فتحہ کے بعد الف اور ضمہ کے بعد واو ساکن غیر مشدد اور کسرہ کے بعد یاء ساکن غیر مشدد ہو تو اس وقت ان حرکات کو اشباع سے ضرور پڑھنا چاہیے ورنہ یہ حروف ادا نہ ہونگے خصوصًا جب کئی حرف مدہ قریب قریب جمع ہون تو زیادہ خیال رکھنا چاہیے کیونکہ اکثر خیال نہ کرنے سے کہین اشباع ہوتا ہے اور کہین نہین۔ (فائدہ) مَجْرٖیهَا جو سورہ ہود مین ہے اصل مین لفظ مَجْرَاهَا ہے یعنی (ر) مفتوح ہے اور اسکے بعد الف ہے اس جگہ چونکہ امالہ ہے اس وجہ سے فتحہ خالص اور الف خالص نہ پڑھا جائے گا اور کسرہ اور نہ یاء خالص پڑھی جائیگی بلکہ فتحہ

کسرہ کی طرف اور الف یا کی طرف مائل کرکے پڑھا جائیگا جس سے فتحہ کسرہ مجہول کے مانند ہوجائیگا اور واو سکے بعد یا مجہول ہوگی اور اس کے سوا اور کہین امالہ نہین ہے (فائدہ) کسرہ اور ضمہ کلام عرب مین مجہول نہین بلکہ معروف ہین اور ادا کی صورت یہ ہے کہ کسرہ مین انخفاض کامل کے ساتھ آواز کسرہ کی باریک نکلے اور ضمہ مین انضمام شفتین کے ساتھ ضمہ کی آواز باریک نکلے (فائدہ) حرکات کو خوب ظاہر کرکے پڑھنا چاہیے یہ نہو کہ مشابہ سکون کے ہوجائے ایسا ہی سکون کامل کرنا چاہیے تاکہ مشابہ حرکت کے نہ ہوجائے اور اس سے بچنے کی صورت یہ ہے کہ ساکن حرف کی صوت مخرج مین بند ہوجاے اور اسکے بعد ہی دوسرا حرف نکلے اور اگر دوسرے حرف کے ظاہر ہونے سے پہلے مخرج مین جنبش ہوگئی تو لامحالہ یہ سکون حرکت کے مشابہ ہوجائیگا البتہ حروف قلقلہ اور (کاف اور تا) کے مخرج مین جنبش ہوتی ہے فرق اتنا ہے کہ حروف قلقلہ مین جنبش سختی کے ساتھ ہوتی ہے اور کاف و تا مین نہایت نرمی کے ساتھ جنبش ہوتی ہے (فائدہ) کاف و تا مین جو جنبش ہوتی ہے اسمین (ہ) کی یا (س) یا (ث) کی بو نہ آنی چاہیے۔

تیسرا باب

پہلی فصل اجتماع ساکنین کے بیان مین

اجتماع ساکنین (یعنی دو ساکن کا اکٹھا ہونا) ایک علی حدہ ہے دوسرا علی غیر حدہ علی حدہ اُس کو کہتے ہین کہ پہلا ساکن حرف مدہ ہو اور دونون ساکن ایک کلمہ مین ہون مثل دآبۃ الآن اور یہ اجتماع ساکنین جایز ہے اور اجتماع ساکنین علی غیر حدہ جایز نہین البتہ وقف مین جایز ہے اور اجتماع ساکنین علی غیر حدہ اوس کو کہتے ہین کہ پہلا حرف ساکن مدہ نہو یا دونون ساکن ایک کلمہ مین نہون اب اگر پہلا ساکن حرف مدہ ہے تو اُس کو حذف کردین گے مثل (وَاَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ عَلَىٰٓ اَنۡ لَّا تَعۡدِلُوا اِعۡدِلُوا وَقَالُوا الۡاٰنَ فِی الۡاَرۡضِ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهَارُ وَاسۡتَبَقَا الۡبَابَ وَقَالَا الۡحَمۡدُ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ) اگر پہلا ساکن حرف مدہ نہو تو اوس کو حرکت کسرہ کی دیجائیگی

مثل (اِنِ ارْتَبْتُمْ وَاَنْذِرِ النَّاسَ مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ) مگر جب پہلا ساکن میم جمع ہو تو ضمہ دیا جائیگا مثل (عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ) اور مِن جو حرف جر ہے اُسکے بعد جب کوئی حرف ساکن آئیگا تو نون مفتوح پڑھا جائیگا جیسے (مِنَ اللّٰهِ) ایسا ہی میم (الٓمٓ اللّٰهُ) کی وصل مین مفتوح پڑھی جائیگی (فائدہ) بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ) جو سورۂ حجرات مین ہے اس مین (بئس) کے بعد لام مکسور اُسکے بعد سین ساکن ہے اور لام کے قبل اور بعد جو ہمزہ ہے وہ ہمزہ وصلی ہے اس وجہ سے حذف کیے جائین گے اور لام کا کسرہ بسبب اجتماع ساکنین کے ہے (فائدہ) کلمۂ منونہ یعنی جس کلمہ کے اخیر حرف پر دو زبر یا دو زیر یا دو پیش ہون تو وہان پر ایک نون ساکن پڑھا جاتا ہے اور لکھا نہین جاتا اُسکو نون تنوین کہتے ہین یہ تنوین وقف مین حذف کی جاتی ہے مگر دو زبر ہون تو اُس تنوین کو الف سے بدلتے ہین (قَدِيْرًا وَ بِرَسُوْلٍ وَبَصِيْرًا) اور وصل مین جب اُس کے بعد ہمزہ وصلی ہو تو ہمزہ وصلی حذف ہو جائیگا اور یہ تنوین بسبب اجتماع ساکنین علی غیر حدہ کے مکسور پڑھی جائیگی اور اکثر جگہ خلاف قیاس چھوٹا نون لکھدیتے ہین مثل (بِزِيْنَةِ نِ الْكَوَاكِبِ خَيْرَنِ الْوَصِيَّةُ ۔ خَبِيْثَةِ نِ اجْتُثَّتْ طُوًى نِ اذْهَبْ (فائدہ) تنوین سے ابتدا کرنا یا دُھرانا درست نہین۔

دوسری فصل مد کے بیان مین

مد دو قسم ہے اصلی اور فرعی ۔ مد اصلی اُس کو کہتے ہین کہ حروف مدہ کے بعد نہ سکون ہو اور نہ ہمزہ ہو مد فرعی اُس کو کہتے ہین کہ حرف مدہ کے بعد سکون یا ہمزہ ہو اور یہ چار قسمین ہین متصل اور منفصل لازم اور عارض یعنی حرف مدہ کے بعد اگر ہمزہ آئے اور ایک کلمہ مین ہو تو اُس کو مد متصل کہتے ہین اور اگر ہمزہ دوسرے کلمہ مین ہو تو اُس کو مد منفصل کہتے ہین مثل (جَاءَ جِيْءَ سُوْءَ فِيْ اَنْفُسِكُمْ قَالُوْا اٰمَنَّا مَا اُنْزِلَ) حرف مد کے بعد جب سکون وقفی ہو مثل (رَحِيْمٌ تَعْلَمُوْنَ تُكَذِّبَانِ) کے تو اُس کو مد عارض کہتے ہین اور اس مین طول توسط قصر تینون جائز ہین اور جب

حرف مدہ کے بعد ایسا سکون ہو کہ کسی حالت مین حرف مدہ سے جدا نہ ہو سکے اوس کو لازم کہتے ہین اور یہ چار قسم ہے اس واسطے کہ اگر حرف مدہ حروف مقطعات مین ہو تو حرفی کہتے ہین ورنہ کلمی کہین گے پھر ہر ایک کلمی اور حرفی دو قسم ہے مثقل اور مخفف اگر حرف مدہ کے بعد مشدد حرف ہے تو مثقل کہین گے اور اگر محض سکون ہے تو مخفف ہو گی مدلازم حرفی مثقل اور مدلازم حرفی مخفف کی مثال (الٓمٓ الٓرٰ الٓمٓرٰ کٓھٰیٰعٓصٓ حٰمٓ عٓسٓقٓ حٰمٓ طٰسٓ طٰسٓمٓ نٓ صٓ قٓ) اور مدلازم کلمی مثقل کی مثال (دآبّۃ) اور مدلازم کلمی مخفف کی مثال (آٰلْئٰنَ) اور جب (و) یا (یا) ساکن کے پہلے فتحہ ہو اور اس کے بعد ساکن حرف ہو تو اوسس کو مد لین کہتے ہین اور اوس مین قصر توسط طول تینون جایز ہے اور عین مریم اور عین شوری مین قصر نہایت ضعیف ہے اور طول افضل اور اولی ہے ۔ (فائدہ) سورۂ آل عمران کا (الٓمٓ اللہ) وصل کی حالت مین میم ساکن اجتماع ساکنین علی غیر حدہ کی وجہ سے مفتوح پڑھی جائیگی اور اللہ کا ہمزہ نہ پڑھا جائیگا اور میم مین مدلازم ہے اس وجہ سے وصل مین طول اور قصر دونون جائز ہے (فائدہ) حرف مدہ جب موقوف ہو تو اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ ایک الف سے زائد نہ ہو جاوے دوسرے یہ کہ بعد حرف مدہ کے ہا یا ہمزہ نہ زائد ہو جاوے مثل (قالوا فی مالاہ) جیسا کہ اکثر خیال نہ کرنے سے ہو جاتا ہے ۔

تیسری فصل مقدار اور اوجہ مد کے بیان مین

مد عارض اور مد لین عارض مین تین وجہ ہین طول توسط قصر فرق اتنا ہے کہ مد عارض مین طول اولی ہے اوس کے بعد توسط اوس کے بعد قصر کا مرتبہ ہے بخلاف مد لین عارض کے کہ اس مین پہلا مرتبہ قصر کا ہے اوس کے بعد توسط کا اوس کے بعد طول کا اب معلوم کرنا چاہیے کہ مقدار طول کی کیا ہے طول کی مقدار تین الف ہے اور توسط کی مقدار دو الف اور ایک قول مین طول کی مقدار پانچ الف اور توسط کی مقدار تین الف ہے اور قصر کی مقدار دونون قول مین ایک ہی الف ہے (فائدہ) مدلازم کی چارون قسمون مین طول علی التساوی ہو گا اور بعض

کے نزدیک مثقل مین زیادہ مد ہے اور بعض کے نزدیک مخفف مین زیادہ مد ہے مگر جمہور کے نزدیک تساوی ہے (فائدہ) حرف موقوف مفتوح کے قبل جب حرف مدہ یا حرف لین ہو مثل (عالمین لا ضین) تو تین وجہ وقف مین ہونگی طول مع الاسکان توسط مع الاسکان قصر مع الاسکان اور اگر حرف موقوف مکسور ہے تو وجہ عقلی چھ نکلتی ہین اُس مین سے چار جایز ہین طول توسط۔ قصر مع الاسکان۔ قصر مع الروم اور طول توسط مع الروم غیر جایز ہے اس لیے کہ مد کے واسطے بعد حرف مد کے سکون چاہیے اور روم کی حالت مین سکون نہین ہوتا بلکہ حرف متحرک ہوتا ہے اور اگر حرف موقوف مضموم ہے مثل (نستعینُ) کے تو ضربی عقلی وجہین نو ہین طول توسط قصر مع الاسکان۔ طول توسط قصر مع الاشمام قصر مع الروم یہ سات وجہین جایز ہین اور طول توسط مع الروم غیر جایز ہین جیسا کہ پہلے معلوم ہو چکا (فائدہ) جب مد عارض یا مد لین کئی جگہ ہون تو اون مین تساوی اور توافق کا خیال رکھنا چاہیے یعنی اگر ایک جگہ مد عارض مین طول کیا ہے تو دوسری جگہ بھی طول کیا جائے اگر توسط کیا ہے تو دوسری جگہ بھی توسط کرنا چاہیے اگر قصر کیا ہے تو دوسری جگہ بھی قصر کرنا چاہیے ایسا ہی مد لین مین بھی جب کئی جگہ ہون تو توافق ہونا چاہیے اور جیسا کہ طول توسط مین توافق ہونا چاہیے ایسا ہی مقدار طول توسط مین بھی توافق ہونا چاہیے مثلاً (اعوذ اور بسملہ سے رب العالمین) تک فصل کل کی حالت مین ضربی وجہین اڑتالیس نکلتی ہین اس طرح پر کہ رجیم کے اوجہ ثلاثہ مع الاسکان اور قصر مع الروم کو رحیم کے مد ثلاثہ اور قصر مع الروم مین ضرب دینے سے سولہ[16] وجہین ہوتی ہین اور ان سولہ کو (العالمین) کے اوجہ ثلاثہ مین ضرب دینے سے اڑتالیس وجہین ہوتی ہین جنمین چار بالاتفاق جایز ہین یعنی (رجیم رحیم العالمین) مین طول مع الاسکان توسط مع الاسکان قصر مع الاسکان (رجیم رحیم) مین قصر مع الروم اور (العالمین) مین قصر مع الاسکان اور بعض نے (رجیم رحیم) کے قصر مع الروم کی حالت مین (العالمین) مین طول توسط کو جائز رکھا ہے باقی بیالیس وجہین بالاتفاق غیر جایز ہین اور فصل اول وصل ثانی کی صورت مین عقلی

وجہین بارہ نکلتی ہین اس طرح پر کہ (رجیم) کے مدود ثلاثہ اور قصر مع الروم کو (العالمین) کے
اوجہ ثلاثہ مین ضرب دینے سے بارہ وجہین ہوتی ہین ان مین چار وجہین بالاتفاق جایز
ہین طول مع الطول مع الاسکان توسط مع التوسط مع الاسکان قصر مع القصر مع الاسکان
قصر مع الروم مع القصر بالاسکان اور قصر مع الروم مع التوسط بالاسکان اور قصر مع الروم
مع الطول بالاسکان یہ دو وجہین مختلف فیہ ہین باقی وجہین بالاتفاق غیر جایز اور وصل اول
فصل ثانی مین بھی بارہ وجہین عقلی نکلتی ہین اور ان مین چار صحیح ہین اور دو مختلف فیہ ہین اور
اس صورت مین جو وجہین نکلتی ہین وہ بعینہ مثل فصل اول وصل ثانی کے ہین اس وجہ سے
نہین بیان کی گئین اور وصل کل کی حالت مین العالمین کے مدود ثلاثہ ہین خلاصہ یہ ہوا کہ
استعاذہ اور بسملہ مین پندرہ یا اکیس وجہین صحیح ہین (فائدہ) یہ وجہین جو بیان
کی گئی ہین اوس وقت ہین کہ (العالمین) پر وقف کیا جاے اور اگر (الرحمٰن الرحیم) پر
یا (یوم الدین یا نستعین) پر وقف کیا جاے گا یا کہین وصل اور کہین وقف کیا جایگا
تو بہت سی وجہیں ضربی نکلین گی اور ان مین وجہ صحیح نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ جس وجہ مین ضعیف
کو قوی پر ترجیح ہو جائے یا مساوات نہ رہے یا اقوال مختلفہ مین خلط ہو جائے تب یہ وجہ غیر صحیح
ہوگی۔ (فائدہ) جب مد عارض اور مد لین عارض جمع ہوں تو اوس وقت عقلی وجہین کم از کم
نو نکلتی ہین اب اگر مد عارض مقدم ہے لین پر مثلاً (مِنْ جُوْعٍ وَمِنْ خَوْفٍ) تو چھ وجہین
جایز ہین یعنی طول مع الطول طول مع التوسط طول مع القصر توسط مع التوسط توسط مع القصر
قصر مع القصر اور تین وجہین غیر جایز ہین یعنی توسط مع الطول قصر مع التوسط قصر مع الطول اور
جب مد لین مقدم ہو مثل (لَا رَیْبَ فِیْهِ هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ) تو اس وقت بھی نو وجہین
نکلتی ہین اس مین سے چھ وجہین جایز ہین یعنی قصر مع القصر قصر مع التوسط قصر مع الطول توسط
مع الطول توسط مع التوسط طول مع الطول اور طول مع التوسط اور طول مع القصر اور توسط مع القصر
یہ تین غیر جایز ہین اور یہ وجہین غیر جایز اس وجہ سے ہین کہ حروف مدہ مین مد اصل اور قوی ہے

اور حرف لین مین جو مد ہوتا ہے وہ تشبیہ کی وجہ سے ہوتا ہے اس وجہ سے حرف لین مین مد ضعیف ہے اوران صورتون مین ترجیح ضعیف کی قوی پر ہوتی ہے اور یہ غیر جایز ہے اور اگر موقوف علیہ مین بسبب اختلاف حرکات کے روم واشمام جایز ہو تو اس مین اور وجہین زائد پیدا ہونگی اس مین بھی مساوات اور ترجیح کا خیال رکھنا چاہیے مثل (من جوع ومن خوف) (فائدہ) مد متصل اور منفصل کی مقدار مین کئی قول ہین دو الف ڈھائی الف چار الف اور منفصل مین قصر بھی جایز ہے۔ ان اقوال مین جس پر جی چاہے عمل کیا جائے مگر اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ مد متصل جب کئی جگہ ہون تو جس قول کو پہلی جگہ لیا ہے وہی دوسری تیسری جگہ رہے مثلاً (والسمآء بنآءً) مین اگر اقوال کو ضرب دیا جائے تو نو وجہین ہوتی ہین اور اُن مین سے تین وجہ جو مساوات کی ہین وہ صحیح ہین باقی چھہ وجہین غیر صحیح ہین ایسا ہی جب مد منفصل کئی جمع ہون تو اُن مین بھی اقوال کو خلط نہ کرے مثلاً (لا تواخذنا ان نسینا او) اس مین بھی یہ نہ چاہیے کہ پہلی جگہ ایک قول لے دوسری جگہ دوسرا قول لیا جائے بلکہ مساوات کا خیال رکھنا چاہیے (فائدہ) جب مد منفصل اور متصل جمع ہون اور مثلاً منفصل مقدم ہو متصل پر مثل (ھؤلاءِ) کے تو جایز ہے منفصل مین قصر اور دو الفی اور متصل مین دو الف ڈھائی الف چار الف اور جب منفصل مین ڈھائی الف مد کیا جائے تو متصل مین ڈھائی الف چار الف مد جایز ہے اور دو الف غیر جایز ہے اس واسطے کہ متصل منفصل سے اقوے ہے اور ترجیح ضعیف کی قوی پر غیر جایز ہے اور جب منفصل مین چار الف مد کیا تو متصل مین صرف چار الف مد ہوگا اور ڈھائی الف دو الف اس صورت مین غیر جایز ہوگا وجہ وہی رجحان کی ہے اور جب مد متصل منفصل پر مقدم ہو مثل (جآءُوْ آبآءھم) تو اگر متصل مین چار الف مد کیا ہے تو منفصل مین چار الف ڈھائی الف دو الف اور قصر جایز ہے اور اگر ڈھائی الف مد کیا ہے تو منفصل مین ڈھائی الف دو الف اور قصر جایز ہے اور چار الف غیر جایز ہے ایسا ہی اگر متصل مین دو الف مد کیا ہے تو منفصل مین صرف دو الف اور قصر ہوگا اور ڈھائی الف چار الف مد نہ ہوگا (فائدہ) جب

متصل منفصل کئی جمع ہون مثل (یا سماء ھؤلاء) توانھین قواعد پر قیاس کر کے وجہ صحیح غیر صحیح نکال لی جائے (فائدہ) جب متصل کا ہمزہ اخیر کلمہ مین واقع ہو اور اس پر وقف اسکان یا اشمام کے ساتھ کیا جائے مثل (یشاء قروء نسیء) تو اس وقت مین طول بھی جایز ہے اور سکون کی وجہ سے قصر جایز نہ ہوگا اس واسطے کہ اس صورت مین سبب اصلی کا الغا اور سبب عارضی کا اعتبار لازم آتا ہے اور یہ غیر جایز ہے اور اگر وقف بالروم کیا ہے تو صرف توسط ہوگا (فائدہ) خلاف جایز سے جو وجہین نکلتی ہین مثل اوجہ بسملہ وغیرہ کے ان مین سب وجہون کا ہر جگہ پڑھنا معیوب ہے اس قسم کی وجہون مین ایک وجہ کا پڑھنا کافی ہے البتہ افادہ کے لحاظ سے سب وجہون کا ایک جگہ جمع کرلینا معیوب نہین (فائدہ) اس فصل مین جو غیر جایز اور غیر صحیح کہا گیا ہے مراد اس سے غیر اولی ہے قاری ماہر کے واسطے معیوب ہے۔ (فائدہ) اختلاف مرتب مین خلط کرنا یعنی ایک لفظ کا اختلاف دوسرے پر موقوف ہو مثلاً (فتلقی آدم من ربہ کلمات) اس مین آدم کو مرفوع پڑھین تو کلمات کو منصوب پڑھنا ضروری ہے ایسا ہی بالعکس ایسے اختلاف کے موقع پر خلط بالکل حرام ہے۔ اور اگر ایک روایت کا التزام کر کے پڑھا اور اس مین دوسرے کو خلط کر دیا تو کذب فے الروایت لازم آئیگا اور علے حسب التلاوۃ خلط جائز ہے مثلاً حفص کی روایت مین دو طریق مشہور ہین ایک امام شاطبی دوم جزری تو ان مین خلط کرنا اس لحاظ سے کہ دونون وجہ حفص سے ثابت ہین کچھ حرج نہین خصوصاً جب ایک وجہ عوام مین شائع ہو گئی ہو اور دوسری وجہ مشہور ثابت عند القراء متروک ہو گئی ہو تو ایسی صورت مین لکھنا پڑھنا پڑھانا نہایت ضروری ہے۔ متاخرین کے اقوال و آرا مین خلط کرنا چندان مضائقہ نہین

فصل چوتھی وقف کے احکام مین

وقف کے معنے اخیر کلمہ غیر موصول پر سانس کا توڑنا اب اگر وہان پر کوئی آیت ہے

یا کوئی وقف اوقاف معتبرہ سے ہے تو بعد کے کلمہ سے ابتدا کرے ورنہ جس کلمہ پر
سانس توڑے اُس کو اعادہ کرے۔ اور وسط کلمہ پر اور ایسا ہی جو کلمہ دوسرے کلمہ سے
موصول ہو اوس پر وقف جائز نہین۔ ایسا ہی ابتدا اور اعادہ بھی جائز نہین۔ اب معلوم
ہونا چاہیے کہ جس کلمہ پر سانس توڑنا چاہتا ہے اگر وہ پہلے سے ساکن ہے تو محض وہان پر
سانس توڑ دین گے اور اگر وہ کلمہ اصل مین ساکن ہے مگر حرکت اُس کو عارض ہو گئی ہے
تب بھی وقف محض اسکان کے ساتھ ہو گا مثل (علیکم اللہ لہٗ و انذر الناس)
اور اگر وہ حرف موقوف متحرک ہے تو اس کے اخیر مین (تا) بصورت (ہا) ہو گی یا نہین اگر
(تا) بصورت (ہا) ہے تو وقف مین اس (تا) کو (ہا) ساکنہ سے بدل دین گے مثل
(رحمۃً نعمۃٌ) اور اگر ایسا نہو تو آخر حرف پر اگر دو زبر ہین تو تنوین کو الف سے بدل دینگے
مثل (سواءً ھدًی) اور اگر حرف موقوف پر ایک زبر ہے تو وقف صرف اسکان
کے ساتھ ہو گا مثل (یعلمون) کے اور اگر اخیر حرف پر ایک پیش یا دو پیش ہون مثل (ورزقٌ
یفعلُ) تو وقف اسکان اور اشمام اور روم تینون سے جائز ہے۔ اشمام کے معنی ن حرف
کو ساکن کرکے ہونٹھون کو ضمہ کی طرف اشارہ کرنا اور روم کے معنی ن حرکت کو خفی صوت
سے ادا کرنا اور اگر اخیر حرف پر ایک زیر یا دو زیر ہون مثل (ذو انتقامٍ و لا فی السماءِ)
تو وقف مین اسکان اور روم دونون جائز ہین (فائدہ) روم اور اشمام اُسی حرکت پر
ہو گا جو کہ اصلی ہو گی اور اگر حرکت عارضی ہو گی تو روم و اشمام جائز نہ ہو گا مثل (انذر الذین
علیکم الصیام) (فائدہ) روم کی حالت مین تنوین حذف ہو جائیگی جیسا کہ (ہا)
ضمیر کا صلہ وقف بالروم اور بالاسکان مین حذف ہوتا ہے مثل (بہٖ لہٗ) (فائدہ)
(الظنونا اور الرسولا اور السبیلا) جو سورہ احزاب مین ہے اور ہیلا (قواریرا) جو
سورۂ دہر مین ہے اور (انا) جو ضمیر مرفوع منفصل ہے ایسے ہی (لکنا) جو سورہ کہف مین
ہے ان کے آخر کا الف وقف مین پڑھا جائیگا اور وصل مین نہین پڑھا جائے گا اور

رسالۂ سلاسلا جو سورۂ دہر مین ہے جایز ہے وقف کی حالت مین اثبات الف اور حذف الف (فائدہ) آیات پر وقف کرنا زیادہ احب اور مستحسن ہے اور اُس کے بعد جہان (م) لکھی ہو اور اُس کے بعد جہان (ط) لکھی ہو اور اُس کے بعد جہان (ج) لکھی ہو اُس کے بعد جہان (ز) لکھی ہو اولی کو غیر اولے پر ترجیح نہ دینا چاہیے (یعنی آیت کو چھوڑ کر غیر آیت پر وقف کرنا یا (م) کی جگہ وصل کر کے (ط) وغیرہ پر وقف کرنا۔ بلکہ ایسا انداز رکھے کہ جب سانس توڑے تو آیت پر یا (م ط) پر بعض کے نزدیک جس آیت کو ما بعد سے تعلق لفظی ہو تو وہان پر وصل اولی ہے فصل سے اور وصل کی جگہ صرف وقف یا وقف کی جگہ صرف وصل کرنے سے معنے نہین بدلتے اور محققین کے نزدیک نہ گناہ نہ کفر ہے البتہ قواعد عرفیہ کے خلاف ہے جن کا اتباع کرنا نہایت ضروری ہے تاکہ ایہام معنے غیر مراد لازم نہ آئے ایسا ہی اعادہ مین بھی لحاظ رکھنا چاہیے۔ بعض جگہ اعادہ نہایت قوی ہوتا ہے۔ جیسا کہ وقف کہین حسن کہین احسن کہین قبیح کہین اقبح ہوتا ہے۔ ایسا ہی اعادہ بھی چار قسم ہے تو جہان سے اعادہ حسن یا احسن ہو وہان سے کرنا چاہیے ورنہ اعادہ قبیح سے ابتدا بہتر ہے۔ مثلاً (قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ) سے اعادہ حسن ہے اور (اِنَّ اللّٰهَ) سے قبیح ہے (فائدہ) تمام اوقاف پر سانس توڑنا باوجود دم ہونے کے ایسا نہ چاہیے۔ قاری کی مثال مثل مسافر اور اوقاف کو مثل منازل کے لکھتے ہین تو جب ہر منزل پر بلا ضرورت ٹھہرنا فضول اور وقت کو ضائع کرنا ہے تو ایسا ہی ہر جگہ وقف کرنا فعل عبث ہے جتنی دیر وقف کریگا اتنی دیر مین ایک دو کلمہ ہو جائینگے البتہ لازم مطلق پر اور ایسے ہی جس آیت کو ما بعد سے تعلق لفظی نہو ایسی جگہ وقف کرنا ضروری اور مستحسن ہے اور کلمہ کو محض ساکن کرنا یا اور جو احکام وقف کے ہین اُنکو کرنا بلا سانس توڑے اوسکو وقف نہین کہتے یہ سخت غلطی ہے (فائدہ) کلمات مین تقطیع اور سکتات نہ ہونا چاہیے خصوصاً سکون پر البتہ جہان روایۃً ثابت ہوا ہے وہان سکتہ کرنا چاہیے اور یہ چار جگہ ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے آیات پر سکتہ کرے تو کچھ مضایقہ نہین ہے اور عوام مین جو مشہور ہے کہ سورۂ فاتحہ مین سات جگہ سکتہ کرنا

نہایت ضروری ہے اگر سکتہ نہ کیا جائے تو شیطان کا نام ہو جائیگا یہ سخت غلطی ہے و دسات جلد
یہ ہین (دُرِّل ہرب کیو کنع کنس تعل بعل) اگر ایسا ہی کسی کلمہ کا اول کسی کلمہ کا آخر ملا کر کلمات گڑھ
لیے جائین تو اور بھی بہت سے سکتے نکلین گے جیسا کہ ملا علی قاری شرح مقدمہ جزریہ مین تحریر فرماتے
ہین (وما اشتہر علی لسان بعض الجہلۃ من القرآن فی سورۃ الفاتحۃ للشیطن کذا من الاسماء
فی مثل ھذہ التراکیب من البناء فخطأ فاحش واطلاق قبیح ثم سکتہم علی نحو دال الحمد
وکاف ایاک وامثالھا غلط صریح) (فائدہ) (کاَیِّن) مین جو نون ساکن ہے یہ نون تنوین کا
ہے اور مرسوم ہے اس لفظ کے سوا مصحف عثمانی مین کہین تنوین نہین لکھی جاتی اور قاعدہ سے یہان
تنوین وقف کی حالت مین حذف ہونا چاہیے مگر چونکہ وقف تابع رسم خط کے ہوتا ہے اور یہان تنوین
مرسوم ہے اس وجہ سے وقف مین ثابت رہیگی (فائدہ) آخر کلمہ کا حرف علت جب غیر مرسوم ہو
تو وقف مین بھی محذوف ہوگا اور جو مرسوم ہوگا وہ وقف مین بھی ثابت ہوگا ثابت فی الرسم کی
مثال (وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ تَحْتِہَا الانھار لاتَسْقِی الْحَرْثَ) اور محذوف فی الرسم کی مثال (فَارْھَبُوْنِ وَسَوْفَ
یُؤْتِ اللّٰہُ) سورۂ نسا مین (نُنْجِ الْمُؤْمِنِیْنَ) سورۂ یونس مین (مَتَابِ عِقَابِ) سورۂ رعد مین مگر سورۂ نمل مین جو (فَمَا
اٰتٰنِیَ اللّٰہُ) ہے اسکی یا باوجودیکہ غیر مرسوم ہے وقف مین جائز ہے اثبات اور حذف اسواسطے کہ وصل مین حفص اسکو مفتوح پڑھتے ہیں
(وَیَدْعُ الْاِنْسَانُ) سورۂ اسرا مین (وَیَمْحُ اللّٰہُ الْبَاطِلَ) سورۂ شوریٰ مین (یَدْعُ الدَّاعِ) سورۂ قمر مین (سَنَدْعُ
الزَّبَانِیَۃَ) سورۂ علق مین (اَیُّہَ الْمُؤْمِنُوْنَ) سورۂ مومنون مین (اَیُّہَ السَّاحِرُ) سورۂ
زخرف مین (اَیُّہَ الثَّقَلٰنِ) سورۂ رحمن مین البتہ اگر تماثل فی الرسم کی وجہ سے غیر مرسوم
ہوگا تو اس قسم کا محذوف وقف مین ثابت ہوگا اسکی مثال (یُحْیِیْ یَسْتَحْیِیْ وَاِنْ تَلْوٗا وَلِتَسْتَوٗا
جَآءَ مَآءً سَوَآءً تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ) (فائدہ) لَا تَاْمَنَّا عَلٰی یُوْسُفَ اصل مین (لَا تَاْمَنُنَا) دو
نون ہین۔ اور پہلا نون مضموم ہے دوسرا مفتوح اور لا نافیہ ہے آئین محض اظہار اور محض ادغام جایز نہین
بلکہ ادغام کے ساتھ اشمام ضرور کرنا چاہیے اور اظہار کی حالت مین روم ضروری ہے (فائدہ)
حرف مشدد اور موقوف کا خیال رکھنا چاہیے کہ کامل طور سے ادا ہو خاصکر جب ہمزہ یا عین موقوف

کسی حرف ساکن کے بعد ہو مثل (شَیۡءٌ سُوۡءِ جُوۡعٍ) اکثر خیال نہ کرنے سے ایسے موقع پر حرف بالکل نہین ادا ہوتا یا ناقص ادا ہوتا ہے (فائدہ) نون خفیفہ قرآن شریف مین دو جگہ ہے ایک (وَلَیَکُونًا مِنَ الصَّاغِرِیۡنَ) سورۂ یوسف مین دوسرا (لَنَسۡفَعًا) سورۂ اِقۡرَاۡ مین یہ نون وقف مین الف سے بدل جائیگا اس وجہ سے کہ اسکی رسم الف کے ساتھ ہے۔

خاتمہ

پہلی فصل

جاننا چاہیے کہ قاری مقری کے واسطے چار علمون کا جاننا ضروری ہے ایک تو علم تجوید یعنی حروف کے مخارج اور اُسکے صفات کا جاننا۔ دوسرا علم اوقاف ہے یعنی اس بات کو جاننا کہ اس کلمہ پر کس طرح وقف کرنا چاہیے اور کس طرح نہ کرنا چاہیے اور کہان معنے کے اعتبار سے قبیح اور حسن ہے اور کہان لازم اور غیر لازم ہے تجوید کے اکثر مسائل بیان ہو چکے ہین اور اوقاف جو قبیل ادا سے ہین وہ بھی بیان کر دیے گئے اور جو قبیل معانی سے ہین مختصر طور سے اون کے رموز کا بھی جو دال علے المعانی ہین بیان کر دیا اور بالتفصیل بیان کرنے سے کتاب طویل ہو جائیگی اور مقصود اختصار ہے اور تیسرے رسم عثمانی ہے اس کا بھی جاننا نہایت ضروری ہے یعنی کس کلمہ کو کہان پر کس طرح لکھنا چاہیے کیونکہ کہین تو رسم مطابق تلفظ کے ہے اور کہین غیر مطابق اب اگر ایسے موقع پر جہان مطابقت نہین ہے وہان لفظ کو مطابق رسم کے تلفظ کیا تو بڑی بھاری غلطی ہو جائیگی مثلاً (رحمٰن) بے الف کے لکھا جاتا ہے اور (بِاَئۡیۡدٍ) سورۂ ذاریٰت مین دو (ی) سے لکھا جاتا ہے اور (لَاِاِلَی اللّٰہِ تُحۡشَرُوۡنَ) (لَا اَوۡضَعُوا لَاَاَذۡبَحَنَّہٗ لَا اَنۡتُمۡ) ان چار جگھون مین لام تاکید کا ہے اور لکھنے مین لام الف ہے اب ان جگھون مین مطابقت رسم سے لفظ مہمل اور مثبت منفی ہو جاتا ہے اور یہ رسم توقیفی اور سماعی ہے اس کے خلاف لکھنا جایز نہین اس واسطے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین جس وقت قرآن شریف نازل ہوتا تھا اوسی وقت لکھا جاتا تھا صحابۂ کرام کے پاس متفرق طور سے لکھا ہوا تھا اوس کے بعد حضرت ابو بکر صدیق

رضی اللہ عنہ کے زمانے مین اکٹھا ایک جگہ جمع کیا گیا پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
کے زمانے مین نہایت ہی اہتمام اور اجماع صحابہ سے متعدد قرآن شریف لکھا کر جا بجا
بھیجے گئے جمع اول اور جمع ثانی مین اتنا فرق ہے کہ پہلی دفعہ مین جمع غیر مرتب تھا اور جمع
ثانی مین سورتون کی ترتیب کا بھی لحاظ رکھا گیا ہے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کام کو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا
کیونکہ یہ کاتب الوحی تھے اور عرضۂ اخیرہ کے مشاہد اور اسی عرضہ کے موافق جناب حضرت رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن سنایا تھا اور باوجود سارے کلام مجید مع سبعۂ احرف کے
حافظ ہونے کے پھر بھی یہ احتیاط اور اہتمام تھا کہ تمام صحابۂ کرام کو حکم تھا کہ جو کچھ جس کے پاس
قرآن شریف لکھا ہوا ہو وہ لاکر پیش کرین اور کم از کم دو دو گواہ بھی ساتھ رکھتا ہو کہ حضرت
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ لکھا گیا ہے اور جیسا کہ صحابۂ کرام نے حضرت رسول
مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے لکھا تھا ویسا ہی حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عثمان
رضی اللہ عنہما نے لکھوایا بلکہ بعض ائمۂ اہل رسم اس کے قائل ہین کہ یہ رسم عثمانی حضرت رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے امر اور املا سے ثابت ہوئی ہے اس طرح یہ قرآن شریف باجماع صحابۂ کرام
اس رسم خاص پر غیر معرب غیر منقط لکھا گیا اس کے بعد قرن ثانی مین آسانی کی غرض سے اعراب
اور نقطے بھی حروف مین دیے گئے اب معلوم ہوا کہ یہ رسم توقیفی ہے ورنہ جس طرح ائمۂ دین نے
اعراب اور نقطے آسانی کے لیے دیے ہین ایسا ہی رسم غیر مطابق کو مطابق کر دیتے اور یہ بات
بعید از قیاس ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق یا حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہما اور جمیع صحابہ
اس غیر مطابق اور زوائد کو دیکھتے اور پھر اوس کی اصلاح نہ فرماتے خاصکر قرآن شریف مین
اسی واسطے جمیع خلفا اور صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین اور ائمۂ اربعہ وغیرہم نے اس رسم کو
تسلیم کیا ہے اور اوس کے خلاف کو خلاف کی جگہ جایز نہین رکھا اور بعض اہل کشف نے
اس رسم خاص مین بڑے بڑے اسرار بیان کیے ہین جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ رسم بمنزلہ حروف

مقطعات اور آیات متشابہات کے ہے (وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا) اور چوتھے علم قراءت ہے اور یہ وہ علم ہے جس سے اختلاف الفاظ وحی کے معلوم ہوتے ہین اور قراءت دو قسم ہے ایک تو وہ قراءت ہے جس کا پڑھنا صحیح ہے اور اوس کی قرآنیت کا اعتقاد کرنا ضروری اور لازمی ہے اور انکار اور استہزا گناہ اور کفر ہے اور یہ وہ قراءت ہے جو قراء عشرہ سے بطریق تواتر اور شہرت ثابت ہوئی ہے اور جو قراءات ان سے بطریق تواتر اور شہرت ثابت نہین ہوئین یا ان کے ماسوا سے مروی ہین وہ سب شاذہ ہین اور شاذہ کا حکم یہ ہے کہ اوس کا پڑھنا قرآنیت کے اعتقاد سے یا اس طرح کہ سامع کو قرآن شریف پڑھے جانے کا وہم ہو حرام اور ناجائز ہے آج کل یہ بلا بہت ہو رہی ہے کہ کوئی قراءت متواترہ پڑھے تو مسخراپن کرتے ہین اور ٹیڑھی بانکی قراءت سے تعبیر کرتے ہین اور بعض حفاظ قاری صاحب بننے کو تفسیر وغیرہ دیکھکر اختلاف قراءت سے پڑھنے لگتے ہین اور یہ تمیز نہین ہوتی کہ یہ کون سی قراءت ہے آیا پڑھنا صحیح ہے یا نہین اور شاذ ہے یا متواتر۔ دونون حضرات کا حکم ماسبق سے معلوم ہو چکا کہ کس درجہ برا کرتے ہین۔

دوسری فصل

قرآن شریف کو الحان اور انغام کے ساتھ پڑھنے مین اختلاف ہے۔ بعض حرام بعض مکروہ بعض مباح بعض مستحب کہتے ہین پھر اطلاق اور تقیید مین بھی اختلاف ہے مگر قول محقق اور معتبر یہ ہے کہ اگر قواعد موسیقیہ کے لحاظ سے قواعد تجوید کے بگڑجائین تب تو مکروہ یا حرام ہے ورنہ مباح ہے یا مستحب اور مطلقاً تحسین صوت سے پڑھنا مع رعایت قواعد تجوید کے مستحب اور مستحسن ہے جیسا کہ اہل عرب عموماً خوش آوازی اور بلا تکلف بلا رعایت قواعد موسیقیہ کے بلکہ اکثر قواعد موسیقیہ سے ذرہ بھر بھی واقف نہین ہوتے اور نہایت ہی خوش آوازی سے پڑھتے ہین اور یہ خوش آوازی ان لوگون کی طبعی اور جبلی ہے اسی واسطے ہر ایک کا

لہجہ الگ الگ اور ایک دوسرے سے ممتاز ہوتا ہے ہر ایک اپنے لہجہ کو ہر وقت پڑھ سکتا ہے بخلاف انغام کے کہ اون کے اوقات مقرر ہین کہ دوسرے وقت مین نہین بنتے اور نہ اچھے معلوم ہوتے ہین یہان سے معلوم ہو گیا کہ نغم اور لہجہ مین کیا فرق ہے طرز طبعی کو لہجہ کہتے ہین بخلاف نغم کے اب یہ بھی معلوم کرنا ضرور ہے کہ انغام کسے کہتے ہین وہ یہ ہے کہ تحسین صوت کے واسطے جو خاص قواعد مقرر کیے گئے ہین اون کا لحاظ کر کے پڑھنا یعنی کہین گھٹانا کہین بڑھانا کہین جلدی کرنا کہین نہ کرنا کہین آواز کو پست کرنا کہین بلند کرنا کسی کلمہ کو سختی سے ادا کرنا کسی کو نرمی سے کہین رونے کی سی آواز نکالنا کہین کچھ کہین کچھ جو جانتا ہو وہ بیان کرے البتہ جو بڑے بڑے اس فن کے ماہر ہین اون کے قول یہ سنے گئے ہین کہ اس سے کوئی آواز خالی نہین ہوتی ضرور بالضرور کوئی نہ کوئی قاعدہ موسیقی کا پایا جائیگا خصوصاً جب انسان ذوق شوق مین کوئی چیز پڑھے گا باوجودیکہ وہ کچھ بھی اس فن سے واقف نہو مگر کوئی نہ کوئی نغم سرزد ہوگا اسی واسطے بعض محتاط لوگون نے اس طرح پڑھنا شروع کیا ہے کہ تحسین صوت کا ذرہ بھر بھی نام نہ آوے۔ کیونکہ تحسین صوت کو لازم ہے نغم۔ اور اس سے احتیاط ہے اور یہی بعض اہل احتیاط اہل عرب کو کہتے ہین کہ وہ لوگ تو گا کے پڑھتے ہین حالانکہ یہ تحسین کسی طرح ممنوع نہین اور نہ اس سے مفر ہے خلاصہ اور ماحصل ہمارا یہ ہے کہ قرآن شریف کو تجوید سے پڑھنا اور فی الجملہ خوش آوازی سے پڑھے اور قواعد موسیقیہ کا خیال نہ کرے کہ موافق ہے یا مخالف اور صحت حروف اور معانی کا خیال کرے اور معنی اگر نہ جانتا ہو تو اتنا ہی خیال کافی ہے کہ مالک الملک عز و جل کے کلام کو پڑھ رہا ہون اور وہ سن رہا ہے اور پڑھنے کے آداب مشہور ہین۔

راقمہ

اَلْفَقِیْرُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّد بَشِیْر خَان عَفَا اللّٰہُ عَنْہُ وَعَنْ وَالِدَیْہِ